OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com
DOI: https://doi.org/10.53575/arjicc.v3.02(22)u9.120-138

پائیدار ترقیاتی ہدف: غربت کا خاتمہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Sustainable Development Goal: Zero Poverty in the light of Islamic Teachings

Dr. Aijaz Ali Khoso
Professor, Islamic Studies, Alhamd Islamic University, Islamabad Campus.

Sajjad Ahmed
Faculty Member (adjust), Al-Hamd Islamic University Quetta, Pakistan
Email: sajjadasmc@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0000-0002-4442-4871

Anila Gul
Research scholar, Islamic studies Department, Alhamd Islamic university Quetta.

Received on: 30-04-2022 Accepted on: 31-05-2022

Abstract

Islam is one of the major religions and Pakistan came into being on the name of Islam. As rest of other countries Pakistan is also facing serious threat of poverty and is aligned with United Nations to eliminate poverty. United Nations brought some goals including poverty elimination named Sustainable Development Goals. Designed some major aims and steps to finish poverty in all aspects for achieving this goal Pakistan signed this agenda in 2015. As a Muslim country Pakistani laws are followed by Islamic teaching and Islamic teachings for eliminating danger of poverty are key steps. Now this research based on qualitative methodology is to present this goal and Islamic teachings regarding zero poverty and application of Islamic thoughts in this goal to achieve it.

Key words: Sustainable Development Goal, Islamic Teachings, zero poverty, United Nations

آج پوری دنیا میں سب سے بڑاالمیہ غربت ہے جس کے سبب معاشرے کو خطرناک مسائل سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ غربت معاشی بحران کا سب سے بڑا سبب ہے۔ غربت اور معاشی مشکلات ہی جرائم اور معاشرتی بدعنوانی کا مؤجب بنتی ہے۔ یہ ناسور معاشرے کو سنگین خطرات سے دوچار کرواتا ہے۔ عالمی سطح پر غربت اور اقتصادی مسائل سے نمٹنے کے لیے لوگ اب اسلامی تعلیمات سے ہی مستفد ہونا چاہ رہے ہیں کیونکہ سرمایہ نظام مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے۔

پائیدار ترقیاتی اہداف اور ہدف غربت کا خاتمہ کا پس منظر

اقوامِ متحدہ نے کچھ عالمی اہداف متعین کیے جو 6 تا 8 ستمبر 2000 میں متعارف کروائے گئے جنھیں اقوامِ متحدہ کے عالمی منشور میں درج کیا

گیا۔ان اہداف کو ہزار ہا ترقیاتی اہداف (MDGs) کا نام دیا گیا۔ یہ آٹھ اہداف تھے اور ان کے اٹھارہ مقاصد تھے جن کو پر کھنے کے لیے 48 اشارے تھے جن کے لیے معینہ مدت 2015 تھی جس میں یہ اہداف کامیابی سے حاصل نہ کیے گئے۔ان اہداف کو 189 ممالک نے اپنایا جس میں پاکستان بھی شامل تھا۔ہزار ہا ترقیاتی اہداف (MDGs) کی ناکامی کے بعد ان اہداف کو پائیدار ترقیاتی اہداف (SDGs) میں ضم کیا گیا اور تمام اسبابِ ناکامی کو ختم کیا گیا جس میں ان اہداف کو نہ صرف ترقی پذیر ممالک بلکہ تمام ممالک کے لیے اپنایا گیا اور تمام اقوام کو ایک ساتھ ایک ہی راہ (ترقی و فلاح) پر گامزن کرنا ہے۔اب یہ اہداف 2015 سے 2030 تک ہیں جن کی تعداد 17 ہیں اور 169 مقاصد ہیں۔ان پائیدار ترقیاتی اہداف کو باقی ممالک کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان نے بھی اپنایا۔جن میں پہلا ہدف غربت کو اسکی تمام جہتوں سے ختم کرنا۔اس لیے اقوام متحدہ کے پائیدار ترقیاتی اہداف (Sustainable Development Goals) کے ایجنڈا 2030 میں غربت کی روک تھام کو پہلے نمبر پر رکھا گیا ہے جس کے لئے درج ذیل اقدامات کا فیصلہ کیا گیا ہے:

- " 2030 تک تمام افراد کے لئے غیر معمولی غربت کا ہر ممکنہ طور پر اختتام کرنا۔ حالیہ اعداد و شمار کے تحت فی فرد ڈالر 1.25 روزانہ خرچ سے کم کے طور پر اندازہ لگایا گیا ہے۔
- 2030 تک قومی تعریف کے مطابق تمام اطراف میں غربت میں رہنے والے تمام عمر کے مردوں، عورتوں اور تمام عمروں کے بچوں کے تعداد کا نصف تناسب سے کم کرنا۔
- 2030 تک قومی سطح پر متعلقہ پروگراموں اور ہر ایک کے لئے سماجی سلامتی و تحفظ کے لئے اقدامات کو نافذ کرنا اور پسماندہ اور کمزور افراد تک رسائی حاصل کرنا۔
- 2030 تک یقینی بنانا کہ تمام مرد و خواتین کو خاص طور پر غریب اور کمزور افراد کو اقتصادی وسائل کے برابر حقوق میسر ہوں اور زمین اور جائیداد، وراثت، قدرتی وسائل، مناسب نئی ٹیکنالوجی اور مالیاتی خدمات، بشمول مائیکرو سرمایہ کاری سمیت بنیادی خدمات، ملکیت اور کنٹرول تک رسائی حاصل ہو۔
- 2030 تک غریب اور کمزور حالات میں ابھرتے لوگوں کی بحالی سے متعلقہ اور انتہائی موسمیاتی واقعات اور دیگر اقتصادی، سماجی اور ماحولیاتی خطرات اور آفتوں کو ان کی نمائش اور خطرے کو کم کرنے میں کمی کرنا۔

❖ مختلف ذرائع سے اہم وسائل کے محنت کش طبقے کو یقینی بنانے کے لیے، ترقی پذیر ترقی کے تعاون کے ذریعے، اس کے لئے کافی اور ممکن وسائل فراہم کرنے کے لئے ایک نقطہ نظر کے ساتھ خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں غربت کے خاتمے کے پروگراموں اور پالیسیوں کو تمام سطحوں پر لاگو کرنے کے لئے جدوجہد کرنا۔

❖ غربت کے خاتمے کے عمل میں تیز سرمایہ کاری کی حمایت کرنے کے لئے، قومی، علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر موثر پالیسی کے

فریم ورک بنانا۔"(1)

حقائق اور اعداد و شمار

73 کروڑ 60 ہزار افراد آج بھی انتہائی غربت کا شکار ہیں۔ دنیا کی 10٪ آبادی شدید غربت میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ 50٪ غربت میں 18 سال سے کم عمر افراد شامل ہیں یعنی ہر دسواں شخص غربت کا شکار ہے۔ اور 80٪ افراد جنوبی ایشیا اور افریقہ میں رہائش پزیر ہیں۔ کرونا وائرس کے بعد لاک ڈاون کے سبب پاکستان میں غربت کی شرح بڑھتی جا رہی ہے جس کی ایک بڑی وجہ بے روزگاری میں اضافہ اور عدم مساوات ہیں۔

غربت کے خاتمے کے لئے پاکستان میں عملی اقدمات

کسی بھی ملک کی تمام اشیاء خرید و فروخت اس ملک کی جی ڈی پی بناتے ہیں جس سے معیشیت پر فرق پڑھتا ہے اور جی ڈی پی کی شرح میں اضافے سے غربت کی شرح میں کمی آتی ہے۔ ورلڈ بینک کے مطابق پاکستان میں GDP(Gross Domestic Product) کی شرح درج ذیل جدول 2.1 میں پیش خدمت ہے:

سال	شرح
2015	4.7
2016	5.5
2017	5.6
2018	5.8
2019	1.0
2020	0.5

جس جدول سے واضح ہوتا ہے کہ 2015 تا 2018 اس میں واضح کامیابی ہوئی اور غربت میں فرق پڑھنے لگا پر 2019 میں کرونا کی وبا اور لاک ڈاؤن کے باعث جی ڈی پی میں کمی اور غربت میں اضافہ ہوا۔ لوگوں کی بہت بڑی تعداد بے روزگار ہو گئی، صنعتی، زراعت غرض ہر شعبۂ زندگی میں لوگ متاثر ہوئے جس کے باعث غربت بڑھ گئی۔ 2017 میں غربت کی شرح 29٪ رہی۔ پاکستان میں 2015 تا حال غربت کے روک تھام کے لئے درج ذیل منصوبوں پر کام جاری ہے جن کا ذکر ہم بجٹِ پاکستان 2015 تا 2021 کے حوالے سے کرتے ہیں:

پاکستان پاورٹی ایلیویشن فنڈ اور پاکستان بیت المال کے تحت پروگرام:

• بینظیر انکم سپورٹ پروگرام:

غریب عوام کی مالی معاونت اور غربت سے نمٹنے کے لیے حکومتِ پاکستان نے کئی ٹھوس اقدامات کیے جن میں ہر سال کے بجٹ کو زیر بحث لا کر ان پروگراموں کی کارکردگی پر غور کیا جا سکتا ہے۔ ان کا مقصد نہ صرف ان کی مالی امداد ہے بلکہ ان افراد کو معاشی طور پر مستحکم کرنا بھی ہے

جس کے لیے مختلف تعلیم اور ہنر سے ان کو روشناس کرنے کی کاوشیں کی گئی ہیں۔

سال 2017-18 کے بجٹ میں اعلان کیا گیا کہ:

"تقریباً 55 لاکھ ایسے خاندان جن کے پاس ذریعہ معاش نہیں ہے ان کے لئے سالانہ 19338 روپے فی خاندان بذریعہ خاتونِ خانہ مالی معاونت جاری رکھی جائے گی۔ اس مقصد کے لئے 121 ارب روپے مختص کی گئی۔ اس کے علاوہ پرائمری سکولوں کے 13 لاکھ بچوں کو مالی معاونت فراہم کی گئی۔"(2)

جبکہ سال 2019-20 کے بجٹ میں اعلان کیا گیا:

"بینظیر انکم سپورٹ پروگرام (BISP) حساس پروگرام کے تحت بنا شرائط انتقالِ زر کام کر رہا ہے۔ 5000 روپے ہر تین ماہ میں 5.7 ملین غرباء خاندانوں کے لیے سالانہ بجٹ 110 ارب روپے مختص کیے گئے اور لڑکیوں کے لئے 750 سے 1000 روپے بطور وظیفہ مختص کیا گیا۔"(3)

•احساس کفالت پروگرام:

معاشرتی تحفظ اور غربت کے خاتمے کے لیے احساس پروگرام تشکیل دیا گیا ہے۔ احساس پروگرام سے مستفد طبقات انتہائی غریب، بیوائیں، یتیم، معزور و بیمار، بے گھر افراد اور بے روزگار ہیں۔

جن کے لئے سال 2019-20 کے بجٹ میں درج ذیل اقدامات کی منصوبہ بندی کی گئی:

- "ایک لاکھ مستحقین کے لئے راشن کارڈ اسکیم کی اجراء۔
- 80 ہزار مستحق غرباء کو امداد کی فراہمی۔
- پسماندہ اضلاع میں اپنے بچوں کو پڑھانے کے لئے والدین کے لئے خصوصی مراعات کی فراہمی۔"(4)

اور سال 2020-21 کے بجٹ میں احساس پروگرام کے لئے اقدامات کیں:

"اس غریب پرور پروگرام کے لیے 208 ارب روپے مختص کیے گئے جس میں بینظیر انکم سپورٹ پروگرام، پاکستان بیت المال اور دیگر محکمے شامل ہیں۔"(5)

نئے بجٹ برائے سال 2021-22 میں غریب عوام کی مالی معاونت کے لیے احساس پروگرام کے تحت درج ذیل اقدامات اُٹھائی گئیں:

- "رقم کی منتقلی
- کامیاب جوان
- بلاسود قرضے
- غذائیت

- تحفظ
- آمدن (چھوٹے کاروبار کے لیے مالی امداد)
- یتیموں، بے سہارہ بچوں، مجبوری کے تحت ہجرت کرنے والوں، مزدور بچوں، جبری مشقت کا شکار افراد اور یومیہ اجرت پر کام کرنے والوں کے لیے مالی امداد
- لنگر (غرباء کے لیے کھانوں کی فراہمی)
- فوڈ کارڈ راشن کی تقسیم
- ٹھیلہ (کھانے اور دیگر اشیاء کی فروخت کے لیے نئی طرز کے ٹھیلے)

اس سال معاشرے کے انتہائی مفلس طبقات کی امداد کرنے کے لیے احساس پروگرام کے لیے 260 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔"[6]

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں غربت کا خاتمہ

عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات میں بھی انسان کو قرآن وسنت کے ذریعے ہدایات سے نوازا گیا ہے۔ انسان دنیا میں اللہ کا نائب بن کر آیا ہے۔ اُسے اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے ذریعہ معاش اور ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لیے ایک مسلمان کو سرکشی و ناجائز کی اجازت نہیں بلکہ اسلامی نظامِ اقتصاد کے اخلاقیات میں رہتے ہوئے تمام جائز پہلوؤں پر تفصیلاً رہنمائی میسر کی گئی ہے اور ہر گوشہ پر واضح قوانین وضوابط مرتب کر رکھے ہیں۔ مسلمان کے لیے دنیا کی زندگی اور آسائشیں عارضی ہیں اور زندگی کا اصل مقصد آخرت ہے۔ مال کمانا مقصدِ حیات نہیں محض ضرورتِ حیات ہے۔ جبکہ اللہ عزوجل کی بندگی و معرفت ہی اعلیٰ وارفع مقصدِ حیات ہے۔ مسلمان کی خوائش مال کی کثرت نہیں بلکہ اسکی برکت ہوتی ہے۔

اسلام نے انسان کو مال کمانے سے نہیں روکا بلکہ اس کی محبت وکسبِ حرام سے منع فرمایا ہے۔ حلال اور جائز ذرائع سے رزق کمانے کی اجازت دی ہے اور حوصلہ افزائی کی ہے۔ رسولِ مجتبیٰ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"عَنْ عَبْدِاللہِ بْنِ مَسْعُوْد قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ: طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ۔

عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرائض کے بعد کسب حلال کی تلاش بھی فرض ہے۔"[7]

جہاں رزق حلال کا حکم ہے وہیں معاشرے میں مال کی گردش اور معاشی استحکام کے لیے کئی اصول متعین کیے گئے ہیں اور دوسروں کی مالی معاونت کا بھی حکم دیا ہے تاکہ غربت، بھوک وافلاس جیسی سنگین مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے اور امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہونے سے بچ سکے وہ اصول درج ذیل ہیں:

1. صدقہ:

صدقہ "تَصَدَّقَ" سے ماخذ ہے جس کے معنیٰ صدقہ دینا کے ہیں۔ "عَلَى الفَقِيْرِ بِكَذَا" یعنی "فقیر کو کوئی چیز صدقہ میں دینا اور "الصَّدَقَة"

خیرات ہیں۔[8]

اپنی عمدہ اور بہترین چیز کو اللہ کی راہ میں کسی حاجت مند کو دے کر مدد کرنا صدقہ ہے،اس کی برکت سے نہ صرف مال پاک ہوتا ہے بلکہ اللہ عزوجل رزق میں وسعت اور آفات سے حفاظت فرماتے ہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ دیتا ہے۔۔۔اور اللہ تعالیٰ حلال و پاکیزہ چیزوں ہی کو قبول کرتا ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ اس صدقے کو اپنے دائیں ہاتھ میں لیتا ہے، پھر اسے دینے والے کی خاطر بڑھاتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کو پال کر بڑھاتا ہے، حتیٰ کی وہ کھجور پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔"[9]

اس حدیث مبارکہ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ صدقہ کو اللہ پاک کئی گنا بڑھا کے دیتا ہے اس سے مال میں تنگی نہیں بلکہ وسعت ہوتی ہے اور فتنوں، مصائب اور آفات کے سامنے یہ ڈھال بنتی ہے اور یہ بات صرف اسلامی تعلیمات سے منور اذہان ہی سمجھ سکتے ہیں۔

صدقہ کی ایک قسم صدقۂ فطر بھی ہے جو عید الفطر سے پہلے ادا کی جاتی ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں مسلمانوں میں سے ہر انسان پر، آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، کھجوروں کا ایک صاع یا جَو کا ایک صاع، صدقہ فطر مقرر فرمایا۔"[10]

صدقہ دینے سے جہاں حاجت روا کی حاجت پوری ہوتی ہے اُسے سوال کی ضرورت نہیں پڑتی وہیں معاشرے میں غربت کی شرح کم ہو جاتی ہے۔ دینِ اسلام نے امتِ مسلمہ کو ایک بدن سے مشابہت دی ہے تو جسم کے کسی عضو کو تکلیف میں دوسرا عضو کیسے چھوڑ سکتا ہے بلکہ اس سے پہلے ہی امداد کا ہاتھ بڑھائے گا۔ اسی طرح ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی معاشی تنگی میں اس طرح مددگار ہونا چاہیئے کہ وہ تنگی دور ہو جائے اور وہ بھائی خوشحال زندگی بسر کر سکے۔

2. زکوۃ:

"الزکاۃ" بمعنیٰ "چیز کا عمدہ حصّہ"، زکواۃ کے لغوی معنیٰ "صدقہ، پاکیزگی" کے ہیں، اور "الزَاکِی "عمدہ نشو نما پانے والا" کے ہیں۔[11]

اسی طرح "ساڑھے باون تولہ چاندی، ساڑھے سات تولہ سونا، مالِ تجارت اور مکانوں کے تجارتی کاروبار پر اگر ایک سال پورا گزر جائے تو اس مال میں سے چالیسواں حصہ نکال کر اللہ کی راہ دینا زکوۃ کہلاتا ہے۔"[12]

یہ بنیادی ارکانِ عبادات میں شامل ایسا ٹیکس ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں بارہا نماز کے ساتھ کیا گیا ہے اور اس میں تاخیر یا غفلت کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ سخت سزا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد عزوجل ہے:

﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ﴾[13]

"نماز قائم کرو، زکوۃ دو اور جو لوگ میرے آگے جھک رہے ہیں اُن کے ساتھ تم بھی جُھک جاؤ۔"[14]

یہ مسلمان کے مال کو پاک صاف کرنے کا ذریعہ ہے اور ارتکازِ زر اسی کے سبب ممکن ہے تاکہ معاشرہ سنگین غربت، بھوک اور افلاس سے بچ

سکے۔ زکوۃ دینے والا کسی پر احسان نہیں کر رہا بلکہ یہ اس کے آخرت میں نجات کا سبب بنتا ہے اور معاشرہ اقتصادی طور پر مستحکم ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اس کی ادائیگی میں ہر قسم کی ریاکاری سے اجتناب کا حکم صادر ہوا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ۔الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ﴾[15]

"تباہی ہے اُن مشرکوں کے لیے جو زکوۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔"[16]

حدیث مبارکہ میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

حضرت عبداللہ بن معاویہ غاضری کا بیان ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص تین کام کرلے وہ ایمان کا ذائقہ چکھ لیتا ہے، جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور جو شخص ہر سال اپنی خوشی کے ساتھ اپنی مال کی زکوۃ ادا کرے وہ بوڑھا، خارش زدہ، بیمار یا کم تر قسم کا جانور نہ دے بلکہ درمیانی قسم کا مال ادا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمھارے مال میں سے سب سے بہتر کا طلب گار نہیں ہے اور نہ ہی وہ تمھیں سب سے برا دینے کا حکم دیتا ہے"۔[17]

قرآن مجید میں مصارفِ زکواۃ کا تعین اس آیت مبارکہ میں کیا گیا ہے ملاحظہ ہو:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾[18]

ترجمہ: "یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور اُن لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں، اور اُن کے لیے جن کی تالیفِ قلب مطلوب ہو۔ نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے میں اور راہِ خدا میں اور مسافروں نوازی میں استعمال کرنے کے لیے ہیں۔ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا و بینا ہے۔"[19]

اس آیت مبارکہ کو سمجھنے کے لیے تفسیر امام ابن کثیرؒ کے ان الفاظ پر غور کرتے ہیں:

"۔۔۔بہت سے حضرات فرماتے ہیں، فقیر وہ ہے جو سوال سے بچنے والا ہو اور مسکین وہ ہے جو سائل ہو۔ لوگوں کے پیچھے لگنے والا اور گھروں اور گلیوں میں گھومنے والا۔ قتادہ کہتے ہیں، فقیر وہ ہے جو بیماری وال ہو اور مسکین وہ ہے جو سالم جسم والا ہو۔ ابراہیم کہتے ہیں، مراد اس سے مہاجر فقراء ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے قرابت دار جن پر صدقہ حرام ہے، اس عہدے پر نہیں آسکتے۔ مؤلفۃ القلوب یعنی نو مسلم کو اس لیے دیا جاتا تھا کہ ان کی دل جوئی کر کے ان کا دل ایمان پر مضبوط کیا جاسکے۔ آزادگیِ گردن کے بارے میں بزرگانِ دین فرماتے ہیں اس سے مراد وہ غلام ہیں جنہوں نے رقم مقرر کر کے اپنے مالکوں سے آزادی کی شرط کرلی ہے۔ انہیں مال زکواۃ سے رقم دی جائے تاکہ وہ آزاد ہو جائیں۔ قرض دار کا قرض بھی مال زکواۃ سے ادا کی جائے تاکہ وہ اپنا قرض ادا کریں۔ مسافر جو سفر میں بے سروسامان رہ گیا ہو یا اپنے شہر جانے کے لیے پیسے نہ ہو اس کو مال زکواۃ اتنی دی جائے کہ وہ گھر جاسکے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔ اس کے علاوہ جو زکواۃ کی تقسیم کے کام پر مامور ہو اُن کی

اجرت اسی سے ادا ہو۔"[20]

زکواۃ سے معاشی نظام بحال ہو جاتا ہے اس میں تمام حاجت مند طبقے کی ہر سال مالی معاونت سے غریب وامیر کا فرق ختم کرنا اور معاشی استحکام ممکن ہے۔

3. عشر:

عشر زرعی اراضی کی پیداوار کا دسواں حصہ ہے، اسے زکواۃ الارض بھی کہتے ہیں۔ اس کے لغوی معنیٰ "دسواں حصہ" کے ہیں۔ سورۃ الانعام کی آیت مبارکہ میں اس کا ذکر کیا گیا ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِىٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُه وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّه يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّه لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾[21]

ترجمہ: "وہ اللہ ہی ہے جس نے طرح طرح کے باغ اور تاکستان اور نخلستان پیدا کیے، کھیتیاں اگائیں جن سے قسم قسم کے ماکولات حاصل ہوتے ہیں، زیتون اور انار کے درخت پیدا کیے جن کے پھل صورت میں مشابہ اور مزے میں مختلف ہوتے ہیں۔ کھاؤ ان کی پیداوار جب کہ یہ پھلیں، اور اللہ کا حق ادا کرو جب اِن کی فصل کاٹو، اور حد سے نہ گزرو کہ اللہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"[22]

اسلامی معیشت کی اصطلاح میں یہ زمینی پیداوار کی زکواۃ ہے۔ صحیح مسلم شریف کی احادیث مبارکہ ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: "جس (کھیتی) کو دریا کا پانی یا بارش سیراب کرے ان میں عشر (دسواں حصہ) ہے اور جس کو اُونٹ (وغیرہ کسی جانور کے ذریعے) سے سیراب کیا جائے ان میں نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے۔"[23]

ہر انسان جو زمین پر کاشت کرتا ہے اُس پر عشر واجب ہوتا ہے۔ چونکہ یہ مال کی زکواۃ ہے۔ اس لیے زر کے ساتھ ساتھ پیداوار کا عشر الگ نکالا جاتا ہے۔ سالانہ جتنی بھی فصلیں کاشت ہوتی ہیں ان سب پر عشر واجب ہوتا ہے۔ عشر کے مستحقین وہی ہیں جو زکواۃ کے مستحقین ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل بیان کرتے ہیں کہ:

"نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن بھیجا، آپ ﷺ نے مجھے ہدایت کی کہ جو زمین، آسمان سے سیراب ہوتی ہے اور جسے زمین (میں موجود پانی سے) سیراب کیا جاتا ہے اس میں عشر وصول کروں اور جسے ڈولوں (یعنی مصنوعی طریقے) کے ذریعے سیراب کیا جاتا ہے اس میں نصف عشر وصول کروں۔

یحیٰ بن آدم کہتے ہیں: بعل، عشری، غدی، اس سے مراد وہ زمین ہے، جسے بارش کے پانی کے ذریعے سیراب کیا جاتا ہے، عشری بطور خاص اس زمین کو کہا جاتا ہے، جسے بارش کے ذریعے کاشت کیا جائے، وہاں تک صرف بارش کا پانی ہی پہنچ سکتا ہو جبکہ بعل ان بیلوں کو کہا جاتا ہے جن کی جڑیں خود بخود پانی تک پہنچ جاتی ہیں، اور پانچ سال تک انہیں سیراب کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، یا چھ سال تک انھیں سیراب کرنے کی

ضرورت نہیں ہوتی ہے، اس میں بھی یہ احتمال ہوتا ہے، آپ سیرابی کو ترک کر دیں، تو ایسی زمین کو بعل کہا جاتا ہے، جبکہ سیل اس زمین کو کہا جاتا ہے، جو نشیبی علاقے میں ہو اور سیلابی پانی کے ذریعے سیراب ہو جبکہ غیل وہ سیلابی پانی ہوتا ہے، جو سیلاب سے کم درجے کا ہو۔"[24]

4. خمس:

خمس کے لغوی معنٰی پانچویں حصے کے ہیں۔ اس کا اطلاق مالِ غنیمت (غیر مسلموں کے ساتھ جنگ کے بعد وصول ہونے والا سامان)، مالِ رکاز (کانوں سے ملنے والی اشیاء) اور زمینی خزانوں پر ہوتا ہے۔

سورۃ الانفال میں خمس کے حوالے سے اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَه وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾[25]

"اور تمھیں معلوم ہو کہ جو کچھ مالِ غنیمت تم نے حاصل کیا ہے اُس کا پانچواں حصہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اُس چیز پر جو فیصلے کے روز، یعنی دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ کے دن، ہم نے اپنے بندے پر نازل کی تھی، (تو یہ حصہ بخوشی ادا کرو) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"[26]

انسان جو مالِ غنیمت حاصل کرتا ہے اس کی تقسیم کے قانون کا اس آیت مبارکہ میں تذکرہ ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جس کے متعلق فیصلہ صادر کرنے کا اختیار بھی محض اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی کو ہے۔ اب وہ فیصلہ صادر کر دیا گیا ہے اس آیت مبارکہ میں اور وہ فتح و کامرانی جس کی وجہ سے مالِ غنیمت میسر ہوئی وہ اللہ کی طرف سے ہے لہذا مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ کے حقداروں کا بیان کیا گیا ہے۔

حدیث مبارکہ سے اس حوالے سے پتا چلتا ہے کہ حضرت ابن عباس نے کہا: آپ ﷺ نے بنو ربیعہ کے قبیلہ کو حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں تمھیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں:۔۔۔ نماز قائم کرنا، زکواۃ ادا کرنا اور جو مال غنیمت تمھیں حاصل ہو اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) ادا کرنا۔۔"[27]

5. خراج یا مالِ فئ:

خراج کے معنی لغت میں "خَرَجَ: نکلنا" کے ہیں۔ "الخراج: زمین کا محصول یا جزیہ" کے ہیں۔[28]

اس میں غیر مسلمانوں کی اراضی سے وصول شدہ جزیہ، تجارتی محصول اور خراج شامل ہیں جو باہمی مصالحت اور رضامندی کے تحت وصول ہوتی ہیں۔ جواہر الفقہ میں اراضی خراج کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

"اگر کوئی ملک صلح کے ساتھ فتح ہوا تو اس کی زمینوں کے تمام معاملات ان شرائط صلح کے مطابق ہوں گے، جن پر معاہدہ صلح ہوا ہے، اگر اس

صلح نامہ میں یہ شرط ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہب پر رہیں گے،اور اراضی بدستور انہی لوگوں کی ملکیت رہیں گی جن کی ملکیت میں اب تک تھیں ،تو اس صورت میں ان کی زمینوں پر خراج لگادیا جائے گا۔اور یہ زمینیں ہمیشہ کے لئے خراجی ہو جائیں گی کیونکہ ان کے مالک غیر مسلم ہیں،ان کی زمینوں کے لیے حکم خراج متعین ہے،اسی طرح اگر کوئی ملک جنگ کے ساتھ فتح ہوا مگر فتح کے بعد امام مسلمین نے اس کی زمینوں کو مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا بلکہ اپنے اختیار سے مالکان سابق کی ملکیت بدستور قائم رکھی، تو یہ زمینیں بھی سب خراجی زمینیں ہوں گی۔ جیسے شام، عراق اور مصر کی زمینوں کے ساتھ حضرت فاروق اعظم نے یہی معاملہ فرمایا، بجز خاص حصوں کے جو مسلمانوں کو دیے گئے یا بیت المال کے لئے رکھے گئے۔"(29)

فیء "افاء افاءۃ "اورافاء اللہ علیہ مال القوم: مال غنیمت حاصل کرادینا"(30)

اور اسلامی اصطلاح میں اس مال کو کہتے ہیں جو غیر مسلموں سے بغیر لڑائی کیے حاصل ہوئے ہوں۔اس کو پانچ حصوں میں منقسم کیا جاتا ہے۔ ایک حصہ حضور اقدس ﷺ کا تاحیات تھا اور باقی چار حصے آپ کے رشتے داروں، مسافروں، یتیموں اور مسکینوں کے لیے ہوتا تھا۔قرآن کریم میں اللہ پاک کا فرمان ہے:

﴿وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ- مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ-﴾(31)

ترجمہ: "جو کچھ بھی اللہ بستیوں کے لوگوں سے اپنے رسول کی طرف پلٹادے وہ اللہ اور رسول ﷺ اور رشتہ داروں اور یتامیٰ اور مساکین اور مسافروں کے لیے ہے تاکہ وہ تمھارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔جو کچھ رسول ﷺ تمھیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رک جاؤ۔اللہ سے ڈرو،اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔"(32)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر اور مال فے کی تعریف و احکامات پر **تفسیر کبیر** میں ان الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے:

"فے اس مال کو کہتے ہیں جو ان سے لڑے بھڑے بغیر مسلمانوں کے قبضے میں آجائے، جیسے بنو نضیر کا یہ مال تھا جس کا ذکر مسلمانوں نے اپنے گھوڑے یا اونٹ اس پر نہیں دوڑائے تھے یعنی ان کفار سے آمنے سامنے کوئی مقابلہ اور لڑائی نہیں ہوئی بلکہ ان کے دل اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی ہیبت سے بھر دیئے اور وہ اپنے قلعہ خالی کر کے قبضہ میں آگئے اسے فے کہتے ہیں اور یہ مال حضور ﷺ کا ہوگیا، آپ جس طرح چاہیں اس میں تصرف کریں۔جسے آپ ﷺ نے نیکی اور اصلاح کے کاموں میں خرچ کیا۔دوسری آیت میں فرمایا کہ جو شہر اس طرح فتح کئے جائیں ان کے مال کا یہی حکم ہے کہ رسول ﷺ اپنے قبضے میں کر کے اس کے آگے مذکورہ مصارفین میں خرچ کریں۔"(33)

کتاب "**اسلام کا معاشی نظام**" میں کہا گیا ہے کہ:

"4/5 حصہ حضرت عمر کے ابتدائی دور خلافت تک مجاہدین میں اسلحہ جنگ خریدنے کے لیے تقسیم کر دیا جاتا تھا جب اسلحہ فراہم کرنے کا

انتظام حکومت نے اپنے ہاتھ میں لیا تو یہ مال بیت المال میں داخل کر دیا جاتا تھا۔"(34)

6. قرضِ حسنہ:

سودی قرض کے بلمقابل قرض حسنہ ہوتا ہے جس کا معنٰی یہ ہے کہ قرض دہندہ، قرض سے زیادہ کی مانگ نہ کرے اور آپسی رضامندی سے ادائیگی کا جو وقت طے ہوا ہو اس سے قبل تقاضا نہ کیا جائے، اور وقت مقررہ بیت جانے کے بعد ہونے والے تاخیر کے سبب کسی زیادتی کی طلب نہ کرے۔ اور بہترین بات یہ ہے کہ قرض دینے کے بعد معاف کر دے۔

قرض دینے والے نے قرض دیتے وقت واضح طور پر کہا کہ میں قرضِ حسنہ دے رہا ہوں اور آئندہ میں تم سے اس کا مطالبہ نہیں کروں گا یہ بخشش ہے یا مابعد ایسا کہہ دے تو اس صورت حال میں قرض ساقط ہو جاتی ہے۔ اور اگر قرض دینے والے نے بخشا نہیں تو پوچھ ہو گی۔ قرآن پاک میں قرضِ حسنہ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ﴾(35)

"اور اللہ کو اچھا قرض دیتے ہیں۔ جو بھلائی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے، وہی زیادہ بہتر ہے اور اس کا اجر بہت بڑا ہے۔"(36)

یعنی قرض حسنہ اللہ کے لیے ہے اور جو بھلائی انسان کرے گا اسکا کئی گنا اجر اللہ پاک آخرت میں دیں گے۔ اور اس طرح معاشی استحکامت ہوتی ہے اور سود کے بدلے قرضِ حسنہ کے ذریعے قرضدار غربت کی دلدل سے بچتا ہے۔

7. کسبِ حلال:

اسلامی تعلیمات کے مطابق خالقِ دو جہاں اللہ عزوجل نے تمام بنیادی ضرورتیں، آسائش، زیبائش، اور سہولیات کی اشیاء سے اس زمین کو سنوار رکھا ہے۔ جیسے قرآن پاک میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَالْاَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ - وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ- وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ؗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ؕ﴾(37)

ترجمہ: "ہم نے زمین کو پھیلایا، اُس میں پہاڑ جمائے، اس میں ہر نوع کی نباتات ٹھیک ٹھیک نپی تُلی مقدار کے ساتھ اگائی، اور اس میں معیشت کے اسباب فراہم کیے، تمھارے لیے بھی اور اُن بہت سی مخلوقات کے لیے بھی جن کے رازق تم نہیں ہو۔ کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں، اور جس چیز کو بھی ہم نازل کرتے ہیں۔ ایک مقرر مقدار میں نازل کرتے ہیں۔"(38)

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ؕ﴾(39)

ترجمہ: "اور یہ جو بہت سی رنگ برنگ کی چیزیں اس نے تمھارے لیے زمین میں پیدا کر رکھی ہیں، ان میں بھی ضرور نشانی ہے اُن لوگوں کے

لیے جو سبق حاصل کرنے والے ہیں۔"(40)

اور سورۃ المائدہ میں فرمایا:

﴿وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ﴾(41)

ترجمہ: "جو کچھ حلال وطیّب رزق اللہ نے تم کو دیا ہے اُسے کھاؤ پیو اور اُس خدا کی نافرمانی سے بچتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔"(42)

سورۃ البقرہ میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾(43)

ترجمہ: "لوگو، زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں اُنھیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو۔"(44)

اس آیت مبارکہ سے پہلے توحید کا ذکر بیان کیا گیا ہے جس کے بعد اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک فرما رہے ہیں کہ سب کا رازق اللہ عزوجل خود ہے۔ اور اللہ پاک اپنا احسان یاد دلا رہے ہیں کہ زمین پر پاکیزہ اور حلال چیزوں کے انبار لگائے تاکہ لذت و خواہشات کی تکمیل ہو اور وہ اشیاء صحت، جسم اور عقل و شعور کے لیے بھی نقصان دہ نہ ہوں اس کو یقینی بنایا لہذا ابلیس کی راہ پر چلنے سے اجتناب برتا جائے تاکہ حلال کردہ چیزوں کو خود پر حرام نہ کریں بلاشبہ ابلیس صریح دشمن ہے۔ اس کی تفسیر امام ابن کثیر اس طرح بیان کرتے ہیں:

"تمام مخلوق کا روزی رسان بھی وہی ہے۔ فرماتا ہے کہ میرا یہ احسان بھی نہ بھولو کہ میں نے تم پر پاکیزہ چیزیں حلال کیں جو تمھیں لذیذ اور مرغوب ہیں، جو نہ جسم کو ضرر پہنچائیں، نہ صحت کو، نہ عقل و ہوش کو ضرر دیں، میں تمھیں روکتا ہوں کہ شیطان کی راہ پر نہ چلو جس طرح اور لوگوں نے اس کی چال چل کر بعض حلال چیزیں اپنے اوپر حرام کر لیں۔"(45)

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنا بوجھ دوسرے انسان پر کبھی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ ہر کوئی دوسروں کی کفالت کی استطاعت رکھنے اور کرنے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ ان فطری تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اللہ عزوجل نے طیبات (پاکیزہ) چیزوں کو حلال اور خبائث (ناپاک) چیزوں کو حرام ٹھہرا دیا ہے جس حدود سے تجاوز کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ طیبات انسانی نفس، جسم اور عقل و شعور کے لیے مفید اور بے ضرر ہیں اور حرام کمائی ہمیشہ دماغ، جسم اور ایمان کے لیے نقصان دہ ہو گا۔

تمام مخلوقات کے رزق کی ذمہ داری خود اللہ پاک نے اپنے ذمہ لی ہے سورۃ الھود میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾(46)

ترجمہ: "زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمّے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے، اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے، سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج ہے۔"(47)

مگر نادان انسان یہ نہیں سمجھتا کہ رازق صرف وہی ذات ہے جو بہت طاقتور اور خود مختار ہے۔ اللہ پاک کسی کو بھی بھوکا نہیں مارتا بلکہ مذکورہ بالا آیات اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ اللہ پاک سب کے تقدیر کے مطابق اسے رزق پہنچاتا ہے حتیٰ کہ پرندوں کو بھی۔ قرآن پاک میں خود

انسان کو کسبِ معاش کا حکم صادر ہوا ہے، ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾(48)

ترجمہ: "اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی سعی کی ہے"(49)

کسبِ حلال عزت و وقار اور شرافت کی ضمانت دیتی ہے۔ جب انسان کسبِ حلال کے لیے تگ و دو کرتا ہے تو نہ وہ مسکین رہتا ہے اور نہ دستِ سوال دراز کرتا ہے کیونکہ یہ معیوب کام ہیں۔ کسبِ حلال میں برکت ہے جب انسان اس میں صدقہ، خیرات اور زکواۃ ادا کرتا ہے تو اللہ عزوجل اُسے قبول فرماتے ہیں اور اُس کے مال کو وسیع کر دیتے ہیں۔

اسی طرح خواتین کے حصولِ معاش کا ذمہ بھی مردوں پھر ہے اسے معاشی تقاضوں کے لیے نکلنے کو ناپسند کیا گیا ہے۔ پھر حاجتاً خواتین کو پردے کے اہتمام کے ساتھ رزقِ حلال میں حصہ دار بننے کی مشروط اجازت دی گئی ہے۔ وہ خدمات جیسے پڑھانا، طب وغیرہ میں اپنی خدمات انجام دے سکتی ہیں جس سے معاشرے کی فلاح ہوگی، پھر ان مقامات پھر وہ کام کرے جہاں صرف خواتین ہوں یا گھر بیٹھے وہ گھریلو صنعتوں یا ہنر کے ذریعے روزگار کما سکتی ہیں اس میں کوئی مضاعقہ نہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں:

"میری خالہ کو طلاق ہو گئی، انھوں نے (دورانِ عدت) اپنی کھجوروں کا پھل توڑنے کا ارادہ کیا، تو ایک آدمی نے انھیں (گھر سے) باہر نکلنے پر ڈانٹا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں، اپنی کھجوروں کا پھل توڑو، ممکن ہے کہ تم (اس سے) صدقہ کر دیا کوئی اور اچھا کام کرو۔"(50)

اس حدیث کی روشنی میں پتا چلتا ہے کہ خواتین کے حاجتاً باہر نکلنے پر خاموشی ظاہر کی گئی مطلب ممنوع نہیں مگر پردے کی شرط کے ساتھ۔ اور وہ ذریعہ معاش جن میں نمود و نمائش ہو یا مردوں کے ساتھ شانہ بشانہ، بنا پردے کے کام کرنا ناجائز ہے اور اس سے معاشرے میں انتشار اور کئی خطرناک مسائل پروان چڑھتی ہیں۔

8. کفالت:

کفالت کے لغوی معنٰی "کَفَّلَہ: نان ونفقہ وغیرہ کا ذمہ دار ہونا۔ یا کَفَّلَہ و اکفَلَہ اِیَّاہُ: ضامن بنانا۔ الکافِل: فا۔ ضامن یتیم کا متولی" ہے۔(51)

اصطلاح میں کفالت کے معنٰی پرورش کرنا ہے، کفالت کرنے والا یتیم کو اپنے ماتحت کر کے اس کی پرورش کرتا ہے اور اس کے اخراجات خوش دلی سے برداشت کرتا ہے۔ **قرآن کریم** میں کفالتِ یتامٰی و مساکین کے معاملے میں احسان و خیرات کے احکامات آئے ہیں:

﴿اَرَاَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ-فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ - وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ-﴾(52)

"تم نے دیکھا اُس شخص کو جو آخرت کی جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کا کھانا دینے پر نہیں اُکساتا۔"(53)

اس آیت میں آخرت پر ایمان لانے والے کی صفت بتائی ہے کہ وہ یتیم و مساکین کے ساتھ نرمی و احسان کا مظاہرہ کرتا ہے نہ یتامٰی کو دھتکارتا

ہے اور نہ ہی مساکین کو کھانا کھلانے میں غفلت برتتا ہے۔ اور جو ایسا فعل کرتا ہے وہ آخرت پر یقین نہیں رکھتا۔ امام ابن کثیرؒ نے ان آیات کی تفسیر ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے محمد ﷺ تم نے اس شخص کو دیکھا؟ جو قیامت کے دن کو جو جزا و سزا کا دن ہے جھٹلاتا ہے، یتیم پر ظلم و ستم کرتا ہے، اس کا حق مار کھاتا ہے، اس کے ساتھ سلوک و احسان نہیں کرتا مسکینوں کو خود تو کیا دیتا دوسروں کو بھی اس کار خیر پر آمادہ نہیں کرتا۔"(54)

سورۃ النساء میں اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا- وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۚ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا﴾(55)

ترجمہ: "اور اپنے وہ مال جنھیں اللہ نے تمھارے لیے قیامِ زندگی کا ذریعہ بنایا ہے، نادان لوگوں کے حوالہ نہ کرو، البتہ انھیں کھانے اور پہننے کے لیے دو اور انھیں نیک ہدایت کو۔ اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کے قابل عمر کو پہنچ جائیں۔"(56)

اس بالا آیت سے واضح ہے کہ یتیم کی کفالت کا حکم تا بلوغت ہے تب تک اس پر مال خرچ کرنے کا حکم ہے اور جب وہ سمجھ بوجھ رکھے اور نکاح کی عمر تک پہنچ جائے تو اس کو اس کا مال سونپا جائے اور اس دوران اس کو اچھا کھلائے اور پہنائے۔ اس کے علاوہ بھی متعدد مقامات میں کفالت کے حوالے سے آیات و احادیث موجود ہیں۔ نہ صرف خاندان بلکہ اسلامی معاشرے کے حکمراں کی بھی ذمہ داری ہے وہ یتامیٰ و مساکین کی کفالت کے انتظامات کرے۔

9. وراثت:

وراثت "وَرِثَ يَرِثُ وِرثًا وَارِثًا وارثةً وِرثةً وتُراثًا فُلَانًا" سے ماخذ ہے یعنی "وارث" ہونا۔ کہا جاتا ہے "وَرِثَ المالَ والمجدَ عَنْ فُلَانٍ یعنی فلاں کے مال و مجد کا وارث ہوا"۔(57)

وراثت کے لیے "ترکہ" کا لفظ بھی مستعمل ہے اس سے مراد ہے:

"ترکہ سے مراد کسی میت کا وہ سارا بینک بیلنس اور مال و متاع ہے جو موت کے وقت اس کی ملک ہو خواہ گھر میں ہو یا کسی کے پاس امانت ہو قرض ہو۔"(58)

قرآن پاک میں وراثت کی تقسیم کے لیے واضح احکامات موجود ہیں۔ سورۃ النساء میں اللہ باری تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ ۚ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۗ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ ۚ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيْضَةً

مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾(59)

ترجمہ: "تمھاری اولاد کے بارے میں اللہ تمھیں ہدایت کرتا ہے کہ: مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے، اگر (میت کی وارث) دو سے زیادہ لڑکیاں ہو تو اُنھیں ترکے کا دو تہائی دیا جائے۔ اور اگر ایک ہی لڑکی وارث ہو تو آدھا ترکہ اس کا ہے اگر میت صاحبِ اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملنا چاہئے۔ اور اگر وہ صاحبِ اولاد نہ ہو اور والدین ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ دیا جائے۔ اور اگر میت کے بھائی بہن بھی ہوں تو ماں چھٹے حصہ کا حقدار ہو گی۔ (یہ سب حصے اُس وقت نکالے جائیں گے) جب کہ وصیت جو میت نے کی ہو، پوری کر دی جائے اور قرض جو اُس پر ہو ادا کر دیا جائے۔ تم نہیں جانتے کہ تمھارے ماں باپ اور تمھاری اولاد میں سے کون بلحاظ نفع تم سے قریب تر ہے۔ یہ حصے اللہ نے مقرر کر دیے ہیں، اور اللہ یقیناً سب حقیقتوں سے واقف اور ساری مصلحتوں کا جاننے والا ہے۔"(60)

مذکورہ بالا آیت سے واضح ہے کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے نہ صرف خواتین کو میراث میں حصہ دار ٹھہرایا ہے بلکہ ہر ایک کے لیے اُس کا حصہ مختص کر دیا گیا ہے۔ اس میں مردوں کو خواتین کے دوگنا وراثت اس لیے دی جاتی ہے کیونکہ مرد کے ذمہ ذمہ داریاں زیادہ رکھی ہیں جیسے کفالت، تجارت یا ذریعہ معاش وغیرہ۔ قانونِ وراثت کے ذریعے معاشی نظام نسل در نسل منتقل ہوتی ہے اور فقراء و مساکین کا حصہ بھی میراث میں شامل کیا گیا ہے تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں۔

10. استحصال/ربٰوا کی ممانعت:

سود کو عربی زبان میں "ربٰوا یا ربا" کہتے ہیں اس کی تعریف سورۃ الروم میں ان الفاظ میں کی ہے:

﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ﴾(61)

ترجمہ: "اور جو زکواۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو، اسی کے دینے والے در حقیقت اپنے مال بڑھاتے ہیں۔"(62)

اس آیت مبارکہ سے معنٰی کی وضاحت ہوتی ہے کہ دوسروں کی دولت کے ذریعے اپنی دولت میں وسعت کرنا ہے۔ ایسا لین دین کسی بھی طرح اسلامی معشیت میں جائز نہیں کیوں کہ اس سے دوسرے کی حق تلفی ہے۔ ربا میں ایک فرد کا فائدہ ہے جبکہ دوسرے فرد کو ضرر پہنچتا ہے۔ اسلامی تجارت تمام شرکاء کو تحفظ فراہم کرتی ہے۔ دوسری آیت میں ربا سے متعلق بیان کیا گیا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾(63)

ترجمہ: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، خدا سے ڈرو اور جو کچھ تمھارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے، اُسے چھوڑ دو، اگر تم واقعی ایمان لائے۔"(64)

شیخ عمران نذر حسین اپنی کتاب "اسلام میں ربا کے حکم امتناعی کی اہمیت" میں یوں رقم طراز ہیں:

"سودی کاروبار تو ناانصافی ہوئی کیونکہ ایسی کاروباری فضا نہ آزادانہ ہو گی اور نہ ہی منصفانہ۔ اگر معاہدہ کے ایک فریق کو نقصان سے مکمل تحفظ حاصل ہو جائے تو دوسرا فریق لامحالہ تمام نقصان اور خسارے کے خطرے کو برداشت کرے گا۔ اس طرح دولت مستقلاً پہلے فریق کی طرف منتقل ہوتی

رہے گی۔اور دوسرا فریق صرف گھاٹے کو برداشت کر رہا ہو گا۔اور گھاٹا بھی وہ جو اس کا اپنا بھی ہو گا اور دوسرے فریق کا بھی ہو گا۔"[65]

ایک اور آیت مبارکہ میں سود سے بچتے رہنے کو فلاح کا ضامن قرار دیا گیا ہے ارشادِ اللہ عزوجل ہے کہ :

﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾[66]

ترجمہ: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہ بڑھتا اور چڑھتا سُود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو، اُمید ہے فلاح پاؤ گے۔"[67]

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں پتا چلتا ہے کہ کامیابی پانے کے لیے ایمان لانے کے بعد سود کھانے سے اجتناب برتنا اور اللہ سے ڈرتے رہنا ضروری امر ہیں۔اس سے نہ صرف فرد بلکہ معاشرے کی فلاح مضمر ہے۔جب کسی معاشرے کا معاشی نظام سود پر منحصر ہو گا تو پھر معاشرے کے تمام امیر امیر تر ہوں گے جس کے سبب وہ اپنے تجارت سے تمام نقصان کو کامل طریقے سے ختم کر کے دوسروں کے مال سے اپنی دولت لگاتار بڑھاتے جائیں گے۔دوسری جانب غریب عوام پر تمام بار ڈالا جاتا ہے۔یہ اندیشہ غربت میں سنگین اضافے کا باعث بنتا ہے اور دولت صرف امراء کے ہاتھ میں مرتکز رہ جاتی ہے۔معاشرہ معاشی بدحالی اور انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔غریب افلاس کے حدود پار کر لیتا ہے لاکھوں کروڑوں بچے بھوک و افلاس سے دوچار ہوتے ہیں۔اس لیے سودی نظام ایک ناسور ہے جس سے اجتناب میں انفرادی و اجتماعی فلاح ہے۔ جب کہ اسلامی بینکاری کا نظام مکمل طور پر سودی نظام کے خلاف ہے۔

اس بالا موضوع کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام وہ دین ہے جس نے انسانی ضروریات کی تکمیل کے ہر پہلو کے لئے اصول وضوابط متعین کر رکھے ہیں۔ یہ ہدف کم و بیش آج اقوامِ متحدہ کے فارم پر ترقی کی وجہ تصور کیا جا رہا ہے اور اس میں عالمی سطح پر کام کروایا جا رہا ہے جس کے بارے میں احکامات ہمارے پیغمبرِ آخر الزماں محمد ﷺ نے 1400 سال قبل واضح کر دیئے تھے۔اسلامی تعلیمات پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ اسلام میں ترقی، فلاح و بہبود کا تصور بہت وسیع ہے۔اسلام دنیاوی امور کو بہتر بناتے ہوئے اور عبادات کے ذریعے ظاہری و باطنی پاکیزگی کا طالب ہے اور یہی اخروی کامیابی کا راز بھی ہے۔اسلام خالق کائنات کو واحد لاشریک اور نبی اکرم ﷺ پر ایمان لاتے ہوئے عبادات و معاملات کی درستگی اور احکاماتِ الٰہی کی پابندی پر زور دیتی ہے۔پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور اقوام متحدہ کا رکن بھی ہے جس نے ان اہداف کی تائید کی ہے تو پاکستانی ریاست اور عوام ان تمام اہداف کے حصول کو ممکن بنانے پر عمل پیرہ ہوں گے جو اسلامی تعلیمات سے میل رکھتے ہیں غربت کے روک تھام کے لیے اقدامات پر غور کرنے اور اسلامی تعلیمات و احکامات کے نفاذ اور وضاحت کی ضرورت ہے تاکہ معاشی استحکام ممکن ہو سکے، ہر فرد کو بہتر زندگی بسر کرنے کے لیے مدد مل سکے اور دُنیا و آخرت میں فوز و کامیابی کا حصول ممکن ہو۔

سفارشات و تجاویز

1. غربت کے جڑ سے خاتمے کے لیے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حکمران علمائے کرام کے ساتھ مل کر زکوٰۃ، خیرات وعطیات ضرورت مند افراد، یتیم و مساکین اور سفید پوش حضرات تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کریں۔
2. لوگوں میں اسلامی تعلیمات کا شعور اجاگر کریں کہ غرباء و حاجت مند کا رزق اللہ عزوجل نے ان کے رزق میں شامل کر دیا ہے اور

ان کی امداد دراصل اپنی مدد ہے اور یہ ان کا احسان ہے کہ تھوڑے سے مال کے بدلے ثوابِ آخرت کمارہے ہیں۔

3. ان کی امداد اس انداز سے کریں کہ وہ اپنے روزگار کے حصول کے لیے خود محنت کرنے کے قابل ہو جائیں اور ایک صحت مند مستحکم معاشرہ جنم لے سکے۔

حواشی وحوالہ جات

---

1 UNITED NATIONS TRANSFORMING OUR WORLD: THE 2030 AGENDA FOR SUSTAINABLE DEVELOPMENT A/RES/70/1،, Pg:19

2 سینٹیر محمد اسحاق ڈار، بجٹ تقریر(2017-18)، ص:15

3 قومی اسمبلی، بجٹ تقریر(2019-20)، قومی اسمبلی، اسلام آباد، ص:9۔

4 قومی اسمبلی، بجٹ تقریر(2019-20)، قومی اسمبلی، اسلام آباد، ص:8۔

5 قومی اسمبلی، بجٹ تقریر(2020-21)، قومی اسمبلی، اسلام آباد، 2020ء، ص:16

6 شوکت فیاض احمد ترین، وزیر خزانہ، بجٹ تقریر(2021-22)، قومی اسمبلی، اسلام آباد، 2021، ص:15

7 التبریزی امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح، (مترجم ابوانس محمد سور گوہر)، رواہ البیہقی فی شعب الایمان، مکتبہ اسلامیہ، 2013، ج:2، حدیث 2781:

8 ابوالفضل مولانا عبدالحفیظ، مصباح اللغات، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 1999، ص:444

9 بخاری امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، (مترجم فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالستار الحماد)، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ من کسب طیب، مکتبہ دارالسلام، الریاض 1433ھ، حدیث:1410، ج:2، ص:151

10 امام مسلم ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری، صحیح مسلم، (مترجم پروفیسر محمد یحییٰ سلطان محمود جلالپوری)، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الفِطرِ عَلَی المُسلِمِینَ مِنَ التَّمرِ وَالشَّعِیرِ، المتوفی 261ھجری، دارالعلوم، ممبئی، ج:2، ص:323، حدیث نمبر:2282

11 ابوالفضل، مصباح اللغات، ص:329

12 سیوہاری مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن، اسلام کا اقتصادی نظام، شیخ الہند اکیڈمی، کراچی، ص:249

13 البقرۃ:43

14 مودودی، تفہیم القرآن، ص:33

15 سورۃ حم سجدہ:6-7

16 مودودی، تفہیم القرآن، ص:1207

17 ابوداود امام سلیمان بن شعث سجستانی، شرح ابوداود، (مترجم ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر)، کتاب الزکاۃ، باب تین کاموں کے سبب ایمان کا ذائقہ چکھ لینے کا بیان، شبیر برادرز، لاہور، 2016، حدیث:1582، ج:3، ص:230

18 سورہ التوبہ:60

19 مودودی، تفہیم القرآن، ص:505

20 ابن کثیر حافظ عمادالدین ابوالفدا، تفسیر ابن کثیر، (مترجم خطیب الہند مولانا محمد جوناگڑھی)، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2006، ج:2۔ص:483-481

21 سورۃ الانعام:141

22 مودودی، تفہیم القرآن، ص:383-381

23 امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، بَابُ مَافِيهِ الْعُشْرُ أَوْ نِصْفُ الْعُشْرِ، ج:2، ص:319، حدیث نمبر:2272

24 امام ابن ماجہ، شرح سنن ابن ماجہ شریف، کتاب الزکاۃ، باب صَدَقَةِ الزُّرُوعِ وَالثِّمَارِ، مکتبہ العلم، ، ج:3، ص:227-228، حدیث نمبر:1818

25 سورۃ الانفال، 41

26 مودودی، تفہیم القرآن، ص:469

27 امام مسلم، صحیح مسلم ، کتاب الایمان، باب الامر بالایمان باللہ تعالیٰ ورسولہ ﷺ وشراءع الدین، والدعاء الیہ، والسوال عنہ، وحفظہ، وتبلیغہ، ص: 131، ج:1، حدیث نمبر:115

28 ابوالفضل مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، ص:194-193

29 حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، جواہر الفقہ، مکتبہ دارالعلوم، کراچی، 1341ھ، ج:3، ص:337

30 ابوالفضل مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، ص:623

31 سورۃ الحشر:6،7

32 مودودی، تفہیم القرآن، ص:1399

33 امام ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج:5، پارہ نمبر:28، ص:490

34 پروفیسر چودھری غلام رسول چیمہ، اسلام کا معاشی نظام، علم وعرفان پبلشرز، لاہور، 2007، ص:181

35 سورہ المزمل:20

36 مودودی، تفہیم القرآن، ص:1489-1487

37 سورۃ الحجر:19-21

38 مودودی، تفہیم القرآن، ص:672-671

39 سورۃ النحل:13

40 مودودی، تفہیم القرآن، ص:683

41 سورۃ المائدہ:88

42 مودودی، تفہیم القرآن، ص:319

43 سورۃ البقرہ:168

44 مودودی، تفہیم القرآن، ص:75

45 ابن کثیر حافظ عمادالدین ابوالفدا، تفسیر ابن کثیر، (مترجم خطیب الہند مولانا محمد جوناگڑھی)، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2006، ج:2۔ص:249

46 سورۃالھود:6

47 مودودی، تفہیم القرآن، ص:567

48 سورۃالنجم:39

49 مودودی، تفہیم القرآن، ص:1345

50 امام مسلم، صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب جواز خروج المعتدۃ البائنِ وَالمتوفّٰی عَنھازَوجُھافَی لحاَجَتِھا، ص:186، ج:3، حدیث نمبر:3721

51 ابوالفضل مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، ص:713

52 سورۃالماعون:1-3

53 مودودی، تفہیم القرآن، ص:1565

54 ابن کثیر حافظ عمادالدین ابوالفدا، تفسیر ابن کثیر، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 2006، ج:5۔ ص:783

55 سورۃالنساء:5-6

56مودودی، تفہیم القرآن، ص:199-201

57 ابوالفضل مولانا عبدالحفیظ، مصباح اللغات، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، 1999، ص:899-900

58 مولانا شوکت علی قاسمی، اسلام کا قانون وراثت، ادارۃ فرقان، صوابی، 2010، ص:27

59 سورۃالنساء:11

60 مودودی، تفہیم القرآن، ص:203

61 سورۃالروم:39

62 مودودی، تفہیم القرآن، ص:1039

63 سورۃالبقرہ:278

64مودودی، تفہیم القرآن، ص:127

65 شیخ عمران نذر حسین، اسلام میں ربا کے حکم امتناعی کی اہمیت، (مترجم ابو عمار سلیم)، شاد پبلیکیشنز، کراچی، 2011، ص:23-24

66 سورۃآل عمران:130

67 مودودی، تفہیم القرآن، ص:173

References

United Nations Transforming Our World: The 2030 Agenda For Sustainable Development A/Res/70/1،, Pg:19

Senator Muhammad Ishaq Dar, Budget 2017-18, p. 15

National Assembly, Budget Commentary (2019-20), National Assembly, Islamabad, p. 9.

National Assembly, BudgetCommentary (2019-20), National Assembly, Islamabad, p.8.

National Assembly, BudgetCommentary (2020-21), National Assembly, Islamabad, 2020, p.16

Shaukat F.I. Ahmad Tareen, Finance Minister, Budget Commentary (2021-22), National Assembly, Islamabad, 2021, p.15

Muhammad Surah Gohar, Rawah al-Bayhaqi fi Sha'b al-Iman, Maktaba Islamiyyah,2013, vol. 2, Hadith: 2781
Abul Fazl Maulana Abdul Hafeez, Misbah-ul-Laghat, Maktaba Quddusia, Lahore,1999, p.444
Al-Bukhaari, Imam Abu 'Abd Allah Muhammad ibn Isma'il, Sahih al-Bukhari, (translated by Shaykh Hafiz Abdul Sattar al-Hamad), Kitabal-Zakaah, Bab al-Sadaqatmin Qasb Tayyab, Maktaba Dar-ul-Salam, al-Riyadh, 1433 AH, Hadith: 1410, vol. 2, p. 151
Imam Muslim Abul Husayn Muslim bin Hajjaj Qasheri Nishapuri, Sahih Muslim, (Translated by Professor Muhammad Yahya Sultan Mahmud Jalalpuri), Kitab al-Zakaah, Bab Zakatal-Fitr Ali al-Muslimeen min al-Tamar wa al-Shayr, d. 261 AH, Darul Uloom, Mambi, Vol. 2, p. 323, Hadith No. 2282
Abu al-Fadl, Misbah al-Laghat, p. 329
Sewhari Mujahid-e-Millat Hazrat Maulana Hafiz-ur-Rehman, Economic System of Islam, Sheikh-ul-Hind Academy, Karachi, p.249
Al-Baqara: 43
Maududi, Tafahim-ul-Quran, p. 33
Surah Ham Sajdah: 6-7
Maududi, Tafahim-ul-Quran, p. 1207
Abu Dawood Imam Sulaiman bin Sha'ath Sajistani, Shar'a Abu Dawood, (Translated by Abu'l-Ala Muhammad Mohi-ud-Din Jahangir), Kitab al-Zakaah, Chapter Three, Narration of Tasting Faith due to Three Works, Shabbir Brothers, Lahore, 2016, Hadith: 1582, Vol. 3, p. 230
Surah Al-Tauba: 60
Maududi, Tafahim-ul-Quran, p. 505
Ibn Kathir Hafiz Imad-ud-Din Abu Al-Fida, Tafseer Ibn Kathir, (Translated by Khatib-ul-Hind Maulana Muhammad Junagarhi), Maktaba Quddusia, Lahore, 2006, vol. 2. Pp. 481-483
Surah Al-Anam: 141
Maududi, Tafahim-ul-Quran, pp. 381-383
Imam Muslim, Sahih Muslim, Kitabal-Zakaah, Bab Ma fih al-Ashr, vol. 2, p. 319, Hadith No. 2272
Imam Ibn Majah, Sharh Sunan Ibn Majah Shareef, Kitab al-Zakaah, Bab Sadeqatal-Zuru wa al-Thamar, Maktaba al-Ilm, vol. 3, pp. 227-228, Hadith No. 1818
Surah Al-Anfal, 41
Maududi, Tafahim-ul-Quran, p. 469
Imam Muslim, Sahih Muslim, Kitab-ul-Iman, Bab-ul-Amr ba'l-Iman, TheMessenger of Allaah (peace and blessings of Allaah be upon him) and The Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him), Al-Da'ala al-'Ilah, Wa'l-Swal, Wa'l-Shaykh, wa'l-Tabligh, p. 131, vol. 1, Hadith No. 115
Abul Fazl Maulana Abdul Hafeez Baliawi, Misbah-ul-Laghat, pp. 193-194
Hazrat Maulana Mufti Muhammad Shafi Sahib, Jawahar-ul-Fiqh, Maktaba Darul Uloom, Karachi, 1341 AH, vol. 3, p. 337
Abul Fazl Maulana Abdul Hafeez Baliawi, Misbah-ul-Laghat, p. 623
Surah Al-Hashr: 6, 7
Maududi, Tafahim-ul-Quran, p. 1399
Imam Ibn Kathir, Tafsir Ibn Kathir, vol. 5, para 28, p. 490
Prof. Ch. Ghulam Rasool Cheema, Economic System of Islam, Knowledge and Irfan Publishers, Lahore, 2007, p. 181
Surah Al-Muzamil: 20
Maududi, Tafahim-ul-Quran, pp. 1487-1489
Surah Al-Hajar: 19-21
Maududi, Tafahim-ul-Quran, pp. 671-672
Surah Al-Nahl: 13
Maududi, Tafahim-ul-Quran, p. 683
Surah Al-Ma'ida: 88

Maudidi, Tafahim-ul-Quran, p. 319
Surah Al-Baqara: 168
Maududi, Tafahim-ul-Quran, p.75
Ibn Kathir Hafiz Imad-ud-Din Abu Al-Fida, Tafseer Ibn Kathir, (Translated by Khateeb-ul-Hind Maulana Muhammad Junagarhi), Maktaba Quddusia, Lahore, 2006, vol. 2. P.249
Surah Al-Hud: 6
Maududi, Tafahim-ul-Quran, p. 567
Surah Al-Najam: 39
Maududi, Tafahim-ul-Quran, p. 1345
Imam Muslim, SahihAl-Muslim, Kitab al-Talaaq, Bab-e-Wajib Al-Khuroj al-Mutadatal-Ba'in wa'l-Mutawafa anha Zuza fi LahajTaha, p. 186, vol. 3, Hadith No. 3721
Abul Fazl Maulana Abdul Hafeez Baliawi, Misbah-ul-Laghat, p.713
SurahMa'un: 1-3
Maududi, Tafahim-ul-Quran, p. 1565
Ibn Qathir Hafez Imadal-Din Abu al-Fida, Tafseer r Ibn Kathir, Maktaba Qudoosih, Lahore, 2006, vol. 5. P.783
SurahAl-Nisa: 5-6
Maududi, Tafahim-ul-Quran, pp. 199-201
Abul Fazl Maulana Abdul Hafeez, Misbah-ul-Laghat, Maktaba Quddusia, Lahore, 1999, pp. 899-900
Maulana Shaukat Ali Qasmi, Law of Inheritance of Islam, Idara Furqan, Swabi, 2010, p.27
Surah Al-Nissa:11
Maududi, Tafahim-ul-Quran, p. 203
Surah Al-Rum: 39
Maududi, Tafahim-ul-Quran, p. 1039
Surah Al-Baqara: 278
Maududi, Tafahim-ul-Quran, p. 127
Shaykh Imran Nazar Hussain, Importance of Raba's Injunction in Islam, (translated by Abu Ammar Saleem), Shad Publications, Karachi, 2011, pp. 23-24
Surah Al-Imran: 130
Maududi, Tafahim-ul-Quran, p. 173